www.ahlulathar.net

کورونا مرض سے وفات پانے والے شخص کے تعلق سے بعض فقہی احکام

از شیخ سلیمان بن سلیم اللہ الرحیلی حفظہ اللہ (امام وخطیب مسجد قبا، مدینہ منورہ):

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام الاتمان الاکملان علی المبعوث رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد:

آج کل کے نوازل میں سے جس میں ہم رہ رہے ہیں (یہ سوال ہے کہ): ان کا کیا کیا جائے جو اس مرض (کورونا) کی وجہ سے وفات پاچکے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ میت ہے جیسے دوسرے مردے ہوتے ہیں، تو اصل یہ ہے کہ اس کے ساتھ بھی وہی سب کیا جائے گا جو دوسرے میت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اسے غسل اور کفن دیا جائے گا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ اگر اس کے بارے میں ماہرین یہ کہتے ہیں کہ اس کو غسل دینے میں غسل دینے والے کو ضرر (نقصان) پہنچے گا اور اس بات کا خدشہ ہے اور اس کا غالب گمان ہے کہ ایسا کرنے سے یہ مرض اسے منتقل ہوجائے گا تو اگر ممکن ہے تو اسے دور سے غسل دیا جائے اس طرح کہ دور سے اس پر پانی ڈالا جائے، اگر یہ ممکن ہے تو ایسا کیا جائے اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو یہ (غسل دینا) ساقط ہوجائے گا اور اسے تیمم کرایا جائے۔ اگر ماہرین اس کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ تیمم سے بھی نقصان پہنچ سکتا ہے جیسا کہ غسل دینے سے تو اس حالت میں تیمم ساقط ہوجائے گا۔ اور یہ فاقد الطہورین (جو نہ غسل اور نہ تیمم کرسکے) کے جیسا ہوگا۔ اگر ممکن ہو تو اسے کفن دیا جائے گا، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو کہ اسے شرعی طریقے سے کفن بھی دیا جائے کیونکہ اس کی تکفین میں بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو یہ کافی ہوگا جو میڈیکل ٹیم اس کے ساتھ کرتی ہے اس کی نعش کو اس کے اہل کو سونپنے سے پہلے، کہ اسے خاص لفافے میں لپیٹا جاتا ہے، اور اس لفافے کو نہ کھولا جائے اگر ماہرین کہتے ہیں کہ اسے کھولنے سے نقصان ہوگا۔ اور اسی حال میں

اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے گا۔ رہا اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا، تو اگر یہ ممکن ہو تو جو مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ پڑھیں گے۔ اور اگر یہ ممکن نہیں، مثال کے طور پر اگر اسے اس کے اہل وعیال کے سپرد نہیں کیا جاتا بلکہ ایسے لوگ ہیں جن کی خاص ٹیم ہی اسے لے جاتی ہے اور اسے دفن کرتی ہے، تو اگر ایسے مسلمان ڈاکٹر اسپتال میں موجود ہیں تو وہ ان کی نمازِ جنازہ ادا کر لیں اسے نکالنے سے پہلے۔ اگر وہاں مسلمان ڈاکٹر نہیں ہیں تو دفن کے بعد اس کی قبر پر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر اس کی قبر کے بارے میں پتا چل جاتا ہے۔ تو جو اس کی دفن کی جگہ جانتا ہے وہ اس کی قبر پر نماز جنازہ ادا کرلے اور اگر یہ ممکن نہیں کہ اس کی قبر پر جنازے کی نماز پڑھی جائے، یا تو اس جگہ پر جانے سے روک دیے جانے کی وجہ سے یا اس کے دفن کی جگہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے، تو اس حال میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور یہی میرے نزدیک راجح ہے واللہ اعلم۔

باقی رہا وہ سوال جو ان مسلمانوں کے تعلق سے ہے جو یورپ میں رہتے ہیں:

کیا وہ میت کو فریج میں چھوڑ سکتے ہیں یہاں تک کہ یہ مصیبت ختم ہو جائے تاکہ اس کے بعد وہ اسے اپنے اصلی ملکوں میں بھیج دیں تاکہ وہاں انہیں وہاں دفن کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قاعدہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ میت کی تدفین میں جلدی کی جائے۔ اور اسی کی وصیت بھی کی گئی ہے لیکن یہ جائز ہے کہ اس کی تدفین کو کسی مصلحت کی وجہ سے تاخیر کیا جائے اور اس تاخیر سے میت میں کوئی تبدیلی نہ آئے جیسا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے نبی ﷺ کے ساتھ کیا تھا جو پاک تھے اپنی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی۔ تو اگر اسے فریج میں رکھا جا سکتا ہے کسی مصلحت کی بنا پر اور اس میں تغیر اور تبدیلی کا خدشہ نہ ہو اور اس کے گھر والے اس میں مصلحت سمجھتے ہوں کہ اسے وہاں دفن نہ کیا جائے جہاں اس کی وفات ہوئی ہے اور اس سے وارثوں کے مال کو نقصان نہیں پہنچتا ہو اگر ان کے خاندان والے موجود ہوں، تو یہ جائز ہے مگر یہ خلافِ اولیٰ ہے۔ بہتر اور افضل یہ ہے کہ اسے جلدی دفن کیا جائے۔

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مسلمان میتوں پر رحم کرے اور انہیں قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے پناہ میں رکھے اور اس وبا کو جلدی سے اٹھالے، دیر سے نہیں۔ واللہ اعلم وصلی اللہ علی نبینا وسلم۔

جو میں نے یہاں ذکر کیا یہ وہ بات ہے جو میرے لئے اس مسئلے کی دراسہ سے ظاہر ہوا شرعی ناحیئے سے۔ اس کے علاوہ میں تنبیہ کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلمان (ملکوں) کے نظام کا احترام کی ضرورت کے پیشِ نظر اس کے مطابق عمل کریں جو اس نظام کو متقاضی ہے۔

مصدر: شیخ سلیمان الرحیلی کا ٹیلیگرام چینل t.me/Drsuleiman

بتاریخ: ۹ شعبان ۱۴۴۱

ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد